بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِین، نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِین،

وَبَعْدُ:

14-شرح العقيدة الواسطية

العقیدۃ الواسطیۃ الشیخ الاسلام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح ابن عثیمین رحمہ اللہ، اور ہم پچھلے درس میں پہنچے تھے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اس جملے پر ''ومن غیر تکییف''۔

اور شرح میں فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، تکییف کا لفظ جو ہے یہ قرآن اور سنت میں موجود نہیں ہے لیکن دلیل موجود ہے جو اس لفظ کی نفی اور اس سے نہی سے ثبوت موجود ہے، تکییف سے مراد کیفیت ہے۔ تکییف کا معنی کیا ہے؟ یعنی کسی صفت کی کیفیت بیان کرنا اور اس کے تعلق سے عربی لفظ جو ہے نا ''کیف'' سے لیا گیا ہے۔

اب سوال کرتے ہیں '' کیف ''، اسی سے لفظ تکییف آیا ہے۔ مثال کے طور پر آپ کہتے ہیں زید کیسے آیا؟ ''کیف جاء زیدا ؟'' زید کیسے آیا؟۔ آپ کہتے ہیں ''راکبا'' سوار ہو کر آیا ہے۔ (یعنی آپ اس کے آنے کی کیفیت کا سوال کر رہے ہیں اور جواب میں اسی کیفیت کی وضاحت کی گئی ہے)۔ گاڑی کا رنگ کیسا ہے؟ آپ رنگ بیان کر دیتے ہیں کہ سفید ہے تو اس طریقے سے آپ نے اس گاڑی کے رنگ کی کیفیت بیان کی ہے۔

اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ کی صفات میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی کیفیت بیان نہیں کرتے اور ان کے پاس اس معاملے میں سمعی دلائل اور عقلی دلائل ہیں (سمعی دلائل سے کیا مراد ہے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یعنی قرآن اور سنت، اور عقلی دلائل بھی موجود ہیں اس میں)۔

قرآن اور سنت کے دلائل جن میں یا جن دلائل میں اس تکییف کی نفی کی گئی ہے اُن میں سے شیخ صاحب نے کچھ دلائل بیان کیے ہیں اُن میں سے پہلی دلیل جو ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾(الاعراف:33)

اور اس آیت میں جو شاہد ہے وہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ﴿وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾اس آیت میں کئی چیزوں سے منع فرمایا ہے سختی سے منع فرمایا ہے اُن میں سے سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ﴿وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾(اور اللہ تعالیٰ پر کوئی ایسی بات نہ کرو جس کا تمہیں علم نہ ہو)۔

اور کیفیت ان کی مجہول ہے معلوم نہیں ہے اس کو بیان کرنا یا اس کے تعلق سے سوال کرنا یہ اللہ تعالیٰ پر بغیر علم کے بات کرنے کے مترادف ہے اور جائز نہیں ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں، اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی تو ہوا ہے لیکن اس کیفیت کے مطابق، اور کوئی خاص متعین کیفیت بیان کر دیتا ہے ہم کہیں گے کہ یہ شخص جو ہے یہ اللہ تعالیٰ پر بغیر علم کے بات کر رہا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے اس کیفیت کی آپ کو خبر دی ہے؟ ہر گز نہیں! اللہ تعالیٰ نے یہ تو خبر دی ہے کہ وہ مستوی ہوئے ہیں عرش پر لیکن یہ تو خبر نہیں دی ہے کہ کس طریقے سے مستوی ہوئے ہیں، یا اس استویٰ کی کیفیت کیا ہے۔ تو ہم یہ کہیں گے کہ یہ تکییف ہے جو آپ نے کہا ہے اور اللہ تعالیٰ پر بغیر علم کے آپ نے بات کی ہے۔

اس لیے بعض سلف نے یہ کہا ہے، اگر جہمی تمہیں یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر نازل ہوتے ہیں تو کیسے نازل ہوتے ہیں؟ تو آپ اس شخص کو جواب میں یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تو ہمیں خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نازل ہوتے ہیں رات کے یعنی

آخر پہر میں لیکن یہ ہمیں خبر نہیں دی ہے کہ کس طریقے سے نازل ہوتے ہیں یعنی اس کی کیفیت ہمیں بیان نہیں کی ہے اور یہ بڑا مفید قاعدہ ہے۔

یعنی جب بھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے تعلق سے کیفیت کا سوال کرتا ہے تو جواب میں یہ بہترین جواب ہے اُس کے لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس نام یا اس صفت کی خبر تو دی ہے دلیل یہ ہے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے لیکن کیفیت کی ہمیں خبر نہیں دی ہے، تو جس چیز کی دلیل ہے ہم اس کی بات کرتے ہیں جس کی دلیل نہیں ہے اس پر ہم خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

دوسری دلیل کیفیت کی نفی کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾(الاسراء:36)

شیخ صاحب فرماتے ہیں"لا تتبع ما ليس لك به علم" (اس کے پیچھے مت لگو جس کا تمہیں علم ہی نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے)۔ کیوں ؟ کیونکہ ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾(سوال کیا جائے گا جو ہم سنتے ہیں جو ہم دیکھتے ہیں جو ہم سوچتے ہیں ہم کا سوال ہو گا)۔

اس لیے اگر ہم ایسی چیز کے پیچھے لگیں گے جس کا ہمیں علم نہیں ہے تو غلطی ضرور ہو گی اور غلطی ہو گی تو اس کا سوال بھی ہو گا اور پھر پکڑ بھی ہو گی اور سب سے خطرناک معاملہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسماء وصفات کے تعلق سے !

دیکھیں دنیا کے معاملات میں اگر کوئی شخص بغیر علم کے بات کرتا ہے تو غلطی لگ جاتی ہے اور اس کی سزا بھی اس کی غلطی کے مطابق ہوتی ہے، چھوٹی غلطی تو چھوٹی سزا یا کبھی سزا نہیں ہوتی صرف قوی مذمت بات کی حد تک رہ جاتی ہے ،اور جتنی بڑی غلطی ہوتی ہے اتنی ہی بڑی سزا ہو جاتی ہے اور سب سے بڑا خطرناک معاملہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے تعلق سے (اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسماء وصفات کے تعلق سے)۔

اب جو شرک کرتے ہیں اُن کے پاس کیا دلیل ہے؟ کچھ نہیں ہے۔ اتنا بڑا جرم کرتے ہیں اتنا بڑا ظلم کر بیٹھتے ہیں اور اُن چیزوں کے پیچھے لگ لگ کر جن کا اُن کو علم ہی نہیں ہے کیونکہ دلیل نہیں ہے! (سبحان اللہ)۔

تو اس آیت میں بھی کیفیت کی نفی ہے کیونکہ کیفیت کے لیے علم کا ہونا لازمی ہے اور کیفیت جب مجہول ہے اُس کا ہمیں علم ہی نہیں ہے اُس کی کھوج میں لگنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ اُس چیز کے پیچھے لگ رہے ہیں جس کا آپ کو علم ہی نہیں ہے۔

عقلی دلیل: کسی چیز کی کیفیت کو جاننے کے لیے ان تین چیزوں میں سے ایک کا ہونا لازمی ہے:

1-آپ اس کا خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں دیکھ لیتے ہیں آپ کو کیفیت نظر آجاتی ہے۔

یہ موبائل فون ہے (S10 مثال کے طور پر، Galaxy S10 موبائل فون) آپ نے دیکھا آپ کو پتہ چلا ہے کہ اس فون کی یہ جو کیفیت ہے جو شکل وصورت ہے اسے "S10" کہتے ہیں (مثال کے طور پر) آپ نے دیکھ لیا ہے پتہ چل گیا ہے۔

2-یا دوسرا طریقہ ہے کسی چیز کی کیفیت کو جاننے کا "مشاهدة نظيره" (اس جیسا جو اس کا نظیر ہے اس کا مشاہدہ کر لینا)۔

آپ نے "S10" تو نہیں دیکھا ہے لیکن جو اس سے پہلے والا ماڈل ہے آپ نے اس کو دیکھا ہے ("S9" شاید آیا ہے کہ نہیں مجھے نہیں پتہ ہے یہ) اس کو دیکھا ہے تو آپ کو پتہ چلتا ہے کہ وہ اس سے کچھ بہتر ہے تھوڑا سا، سائز میں تھوڑا سا بہتر ہے اس طریقے سے تو آپ کو اس کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ کیسا ہوگا کیونکہ اس کی نظیر دیکھ لی ہے۔

3-اور تیسرا طریقہ ہے "أو خبر الصادق عنه"، کوئی سچا شخص جو ہے وہ آپ کو اس کی خبر دیتا ہے کہ یہ جو موبائل فون ہے ("S10" جو ہے) اس کی صفات اس اس طریقے سے ہیں، آپ کو پوری کیفیت بیان کر دیتا ہے ایک خاکہ آپ کے ذہن میں بن جاتا ہے آپ جا کر وہ خرید لیتے ہیں (مثال کے طور پر)۔

دوسری مثال شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اگر کوئی شخص کہے کہ فلان نے ڈاٹسن (Datsun) گاڑی جو ہے 88' ماڈل جو ہے جس کی نمبر پلیٹ 2000 ہے وہ لی ہے تو آپ اس کی کیفیت جان لیتے ہیں کیونکہ آپ کے پاس اس جیسی گاڑی موجود ہے پہلے سے، مارکیٹ میں آپ نے دیکھی ہے کہ ڈاٹسن (Datsun) گاڑی جو ہے 88' ماڈل جو

ہے وہ ایک ہی شکل کی ہوتی ہے۔ اگر آپ نے وہ دیکھی نہیں ہے خود جو آپ لینا چاہتے ہیں آپ نے اس کو مزید دیکھا لیا مارکیٹ میں آپ کو پتہ چلا کہ ایسی ہی گاڑی ہے تو مطلب ہے اس کا نظیر دیکھ لیا ہے۔

یا اگر کوئی شخص جو سچا شخص جو ہے ''خبر صادق'' جو ہے اس سے آپ کو خبر مل جاتی ہے اور آپ اس کو تسلیم کر لیتے ہیں

۔

اس تین طریقوں سے کیفیت معلوم ہوتی ہے اس لیے علماء نے بڑا پیارا جواب دیا ہے، جب ہم کہتے ہیں بغیر تکییف ہے اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کہ اس کی کوئی کیفیت ہی نہیں ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے باب میں ہم بات کر رہے ہیں جب ہم کیفیت کی نفی کرتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی کیفیت ہی نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ ہم کیفیت جانتے نہیں ہیں، کوئی کیفیت تو ہے۔

یعنی جیسا کہ شیخ صاحب فرماتے ہیں ﴿اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى﴾ (طہ:5)((اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے) رحمٰن عرش پر مستوی ہے)، کوئی شک نہیں کہ اس استویٰ کی کیفیت کوئی نہ کوئی تو ہے لیکن ہم جانتے نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ دنیا کے آسمان پر نازل ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے، اُس کی ظاہر ہے کیفیت بھی ہے لیکن ہم جانتے نہیں ہیں کیونکہ قاعدہ یہ ہے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) وجہ یہ ہے کہ کوئی بھی موجود (جو موجودات ہیں) اُن سب کی کوئی نہ کوئی کیفیت ضرور ہے لیکن یہ کیفیت یا معلوم ہو گی یا مجہول ہو گی۔

بات واضح ہے؟ کیفیت کی نفی جو ہے کیفیت کے علم کی نفی نا کہ کیفیت کی حقیقت اور وجود کی نفی ہے کیونکہ جو بھی موجودات ہیں اُن موجودات کی کیفیت تو موجود ہے جو عدم ہے اس کی کیفیت نہیں ہے کیونکہ معدوم ہے۔ موجودات جو ہیں اُن سب کی کیفیت تو موجود ہے لیکن کچھ معلوم ہیں کچھ معلوم نہیں ہیں۔

پھر امام مالک رحمہ اللہ کا یہ پیارا قول جو اس باب میں یعنی ایک قاعدہ سمجھا گیا ہے اصول امام صاحب کے اس قول کو بنا دیا گیا ہے کہ امام مالک سے سوال کیا گیا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تعلق سے ﴿اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى﴾ (طہ:5) ''کیف استوی؟'' (کیسے استویٰ ہوا اللہ تعالیٰ؟ (اور کیفیت کا سوال کر دیا))۔ تو امام مالک رحمہ اللہ نے تھوڑی

دیر کے لیے اپنے سر کو جھکایا اور یہاں تک کہ اُن کا پسینہ جو ہے وہ چہرے پر یعنی بھر گیا اور یعنی غصہ بھی طاری ہو گیا پھر اپنا سر اٹھا کر فرمایا ''الإستواء غير مجهول'' (استواء غیر مجہول ہے)۔ یعنی استواء کا معنی معلوم ہے غیر مجہول ہے کیونکہ عربی زبان ہمارے سامنے ہے استواء کا جو معنی ہے وہ بھی موجود ہے اگر عَلَا کے حرف سے ہے تو اس کا معنی علو ہے ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ یعنی ''عَلَا علي العرش''، معنی تو معروف ہے موجود ہے۔

''الإستواء غير مجهول والكيف غير معقول'' اور کیفیت غیر معقول ہے کیونکہ عقل کیفیت کا ادراک نہیں کر سکتی اور اگر دلیل سمعی اور عقلی کی نفی ہو جاتی ہے کیفیت کے تعلق سے تو یہ واجب ہے کہ اُس چیز کو چھوڑ دیا جائے۔

یعنی سمعی دلائل اور عقلی دلائل کیا کہتے ہیں؟

کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی کیفیت جائز نہیں ہے اور ممکن بھی نہیں ہے کیونکہ ہم نہیں جانتے کیفیت کیسی ہے ہمیں اس کیفیت کا علم ہی نہیں ہے یہ کیفیت غیر معلوم ہے یا کیفیت مجہول بھی کہتے ہیں یا کیفیت غیر معقول بھی کہتے ہیں (تینوں الفاظ ہیں)۔ "والكيف مجهول"، یا "غير معلوم"، یا "غير معقول" کتنے مختلف الفاظ ہیں لیکن معنی سب کا ایک ہی ہے۔

''الإستواء معلوم'' یعنی ''الإستواء غير مجهول''، بعض اس طریقے سے بات کرتے ہیں لیکن کیفیت جو ہے اس استواء کی وہ غیر معلوم ہے یا غیر معقول ہے۔

پھر امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں (امام مالک رحمہ اللہ) ''والإيمان به واجب'' (اور اس پر ایمان واجب ہے)۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے پر ایمان واجب ہے۔ وہ کیوں؟ ''لأن الله أخبر به عنه نفسه، فوجب تصديقه'' (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے اپنے تعلق سے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے پس واجب ہے اس خبر کی تصدیق کرنا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں ملی ہے "والإيمان به واجب")۔

اور پھر آخری جملہ امام مالک رحمہ اللہ کا ''والسؤال عنه بدعة'' (اور اس کیفیت کا سوال کرنا بدعت ہے)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں بدعت کیوں ہے؟ کیونکہ جو ہم سے زیادہ حرص رکھتے ہیں علم میں یعنی صحابہ جو ہیں انہوں نے نہیں کیا یہ سوال اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کو پڑھ کر سنایا﴿ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى ﴾یا﴿ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ ﴾(الاعراف:54)،اللہ تعالی کی عظمت کو اچھی طرح جانتے ہیں اور استویٰ کے معنی کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں لیکن کیفیت کا سوال نہیں کیا اور ہمیں بھی نہیں کرنا چاہیے،اور اگر کوئی ہم سے سوال کرتا ہے کیفیت کا تو ہم کہیں گے کہ یہ سوال ہی بدعت ہے۔

اور امام مالک رحمہ اللہ کا یہ کلام جو ہے یہ ایک ترازو کی مانند رکھتا ہے ایک ترازو ہے تمام صفات کے لیے(جتنی بھی صفات ہیں اللہ تعالیٰ کی اُن سب کے لیے امام مالک رحمہ اللہ کا یہ جو قول ہے اسے اچھی یاد کرلیں یہ اس باب میں ایک ترازو ہے)اگر کوئی شخص مثال کے طور پر یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے آسمان پر نازل ہوتے ہیں" کیف ینزل؟" (کیسے نازل ہوتے ہیں؟)، تو ہم کہیں گے نازل ہونا غیر مجہول ہے یعنی معنی معروف ہے(نازل ہونا غیر مجہول سے کیا مراد ہے؟یعنی معلوم ہے(یعنی شیخ صاحب کا لفظ وہی بتارہاہوں جو شیخ صاحب نے بیان کیا ہے)ورنہ آپ یہ بھی کہتے ہیں "النزول معلوم" یا"النزول غیر مجھول" یعنی معنی تو معروف ہے نازل ہونے کا کہ اوپر سے نیچے کی طرف کو کہتے ہیں معروف معنی ہے۔

"والکیف غیر معقول"یا "والکیف مجھول"(دونوں ٹھیک ہیں)کہ کیفیت غیر معقول ہے مجہول ہے ہم جانتے نہیں ہیں)"والإیمان بہ واجب" (اس پر ایمان واجب ہے)"والسؤال عنہ بدعۃ" (اور اس کا سوال کرنا بدعت ہے)۔یہ چار جملے آپ نے کہنے ہیں کیفیت کی نفی کے لیے(کسی چیز کی بھی ہو)۔

اللہ تعالیٰ رحمٰن ہے کیسے رحمت کرتا ہے کیا کہیں گے ہم؟

"معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے کیفیت مجہول ہے،اور ایمان لانا اس پر واجب ہے اور اس کا یہ سوال (کیفیت کا سوال)بدعت ہے"۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں،اور جو یہ سوال کرتے ہیں کہ کس طریقے سے یا کیسے اللہ تعالیٰ نازل ہوتا ہے رات کے آخری پہر میں دنیا کے آسمان پر جب کہ یہ وقت بدلتا رہتا ہے(یعنی کسی جگہ پر رات کا پہر اس وقت ہے، کسی میں دو گھنٹے بعد

آئے گا، کسی ملک میں تین گھنٹے بعد آئے گا، کسی میں چار گھنٹے بعد آئے گا تو مسلسل رہے گا) تو مطلب کیا اللہ تعالیٰ ہمیشہ نازل رہے گا؟

تو یہ کیفیت کا سوال ہے اس کے جواب میں ہم کیا کہیں گے ہو سکتا ہے نہیں ہو سکتا کوئی بحث کرنے کی ضرورت ہے؟ اس سے بہتر کیا جواب ہے؟ "النزول معلوم"، نہیں پتہ نزول کا کیا معنی ہے؟ سب جانتے ہیں۔ "والکیف مجھول" یا "غیر معقول" کیفیت تو ہم نہیں جانتے۔ کیفیت کیوں نہیں جانتے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تو خبر ہمیں دی ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کے آخری پہر میں نازل ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے لیکن یہ تو خبر نہیں دی کہ کیسے نازل ہوتے ہیں۔ "والإیمان به واجب"، ایمان واجب ہے کیونکہ دلیل ہے، "والسؤال عنه بدعة" یہ سوال بدعت ہے کیونکہ صحابہ اور سلف نے جو ہم سے زیادہ حریص ہیں علم میں، عمل میں، تقویٰ میں (ہر اعتبار سے) انہوں نے سوال نہیں کیا تو ہم سوال کیوں کرتے ہیں؟!

تو ہم یہ کہیں گے جواب میں شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ سوال بدعت ہے "کیونکہ رات تو بدلتی ہے وقت بدلتا رہتا ہے تو کیسے اللہ تعالیٰ نازل ہوتا ہے" آپ یہ سوال کیسے کر سکتے ہیں جو صحابہ نے جو آپ سے زیادہ حرص رکھنے والے ہیں علم میں اور خیر میں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کیا واجب ہے کیا واجب نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے لیے کیا جائز ہے کیا جائز نہیں ہے (یعنی اس اس اعتبار سے) جب انہوں نے سوال نہیں کیا کیفیت کا پھر آپ کیوں سوال کرتے ہیں؟! اور ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ علم نہیں رکھنے والے، اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ علم کو اُن کو دیا ہی نہیں ہے اس کیفیت کا تو تمہارا یہ سوال بدعت ہے اور اگر ہم آپ پر حسن نہ رکھتے تو ہم یہ کہتے کہ آپ جو ہیں بدعتی ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ کا قول یہ ہے پھر آخر میں فرماتے ہیں "ما أراك إلا مبتدعاً" ثم أمر به فأخرج" (امام مالک رحمہ اللہ نے یہ فرمایا کہ میں تمہیں بدعتی دیکھتا ہوں تم بدعتی ہو اور پھر حکم دیا اُس شخص کو اُن کی مجلس سے نکالا گیا)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، کیونکہ سلف جو ہیں اہل بدعت سے یعنی نفرت کرتے تھے اُن کی باتوں سے اُن کے اعتراض کرنے سے اور اُن کا جو جدال اور جو وہ بحث و مباحثے کرتے تھے ان سب سے (یعنی ناپسند کرتے تھے ان چیزوں کو) اس لیے اُن کو اپنی مجالس میں بیٹھنے نہیں دیتے تھے کیونکہ وہ فتنے کا سبب بنتے تھے اور جو شَر کا دروازہ کھولتے ہیں اور

فتنہ یعنی کسی کے دل میں ڈال دیتے ہیں کوئی شبہ ڈال دیتے ہیں تو پھر بہت بڑی مصیبت پڑ جاتی ہے! اس لیے شیخ صاحب فرماتے ہیں"فأنت يا أخي عليك هذا الباب بالتسليم"(میرے بھائی آپ پر تو تسلیم واجب ہے)۔

"عليك" تسلیم کے لیے ہے وجوب کے لیے ہے۔ تو ہمارے ذمے کیا کام ہے؟ تسلیم، من وعن سے ہمیں تسلیم کرنا ہے ۔

اور اسلام کے تمام میں سے یہ ہے کہ ایسے معاملات میں بحث ومباحثہ نہیں کیا جاتا اور اس لیے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) میں تمہیں ہمیشہ خبردار کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے تعلق سے کہ اس میں تنطع اور غلو نہیں کیا جاتا جو سوال صحابہ نے نہیں کیے ہمیں بھی نہیں کرنے چاہیئں کیونکہ اگر ہم وہ سوال کریں گے تو اپنے اوپر شر کے دروازے کھول دیں گے اور شَر کے دروازے جب کھل جاتے ہیں اور دیواریں گر جاتی ہیں تو پھر ہم اپنے آپ کو اپنے نفس کو ضبط نہیں کرپائیں گے اس لیے بس یہ کہنا چاہیے"سمعنا وأطعنا وآمنا وصدقنا، آمنا وصدقنا بالخبر"(جو خبر ہے اُس پر ہم ایمان لے کر آئے اور تصدیق کی ہے اور جو ہم سے طلب کیا گیا ہے اس کی ہم نے سمع وطاعت کی ہے تاکہ ہم سلامتی میں رہیں)۔

یہ بڑی پیاری بات ہے آخر میں، اگر کوئی بھی انسان جب اللہ تعالیٰ کی صفات کے تعلق سے کوئی سوال کرتا ہے ایسا سوال جو صحابہ نے نہیں کیا ہے تو وہی کہو جو امام مالک نے کہا ہے کیونکہ آپ کا سلف ہے اس معاملے میں کہ یہ سوال جو ہے اس معاملے کے تعلق سے بدعت ہے اور اگر آپ نے اس کی وضاحت کر دی ہے اور وہ نہیں آپ کی بات کو مانتا اور بار بار وہی سوال دہراتا ہے تو اسے کہو اے بدعتی! اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے جو تم کہہ رہے ہو، آپ نے سوال کرنا ہے احکام کے تعلق سے سوال کریں آپ کو اسی کی تکلیف دی گئی ہے مکلف آپ احکام کے تعلق سے ہیں لیکن آپ ایسا سوال کرتے ہیں جس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے یعنی جلّ شانہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے تعلق سے ہے جس کا صحابہ نے بھی سوال نہیں کیا تو یہ بات کبھی بھی ہم آپ سے قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

اور سلف کا اس معاملے میں یہ قول موجود ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُس کا معنیٰ اچھی طرح جانتے ہیں (یعنی صفات کے تعلق سے) جیسا کہ امام اوزاعی وغیرہ سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ صفات کی آیات اور احادیث کے تعلق سے فرماتے ہیں"أمروها كما جاءت بلا كيف" (اسے ویسے ہی بیان کرو بغیر کیفیت بیان کرنے کے)۔ تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک معنیٰ کے دو طریقے ہیں:

1-سب سے پہلے اُن کا یہ کہنا"أمروها كما جاءت" یعنی الفاظ معلوم ہیں اور یہ الفاظ خاص معنی کے لیے بیان ہوئے ہیں ایسے ہی صرف عبث کے طریقے سے بیان نہیں ہوئے اور اگر ہم ان کو ویسے ہی بیان کریں جیسے کہ دلیل میں آئے ہیں تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہم اس کا معنی بھی ثابت کرتے ہیں (بغیر معنی کے نہیں ہیں)۔

2-اور دوسری بات یہ ہے اُن کا یہ کہنا"بلا كيف"بغیر کیفیت کے، کیونکہ نفی کی کیفیت دلالت کرتی ہے کہ اس کا اصل معنی موجود ہے کیونکہ کسی چیز کی کیفیت کی نفی اس کے بغیر وجود کے یہ لغو اور عبث ہے (یعنی جو بات درست نہیں ہے)۔

یعنی یہ جملہ جو ہے"أمروها كما جاءت بلا كيف"کہ جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے تعلق سے دلائل موجود ہیں اُن سب دلائل کا معنی ثابت ہے اور کیفیت جو ہے وہ مجہول ہے ہم کیفیت کی بات نہیں کریں گے لیکن صحیح معنی جو عربی لغت میں موجود ہے جس معنی کی دلالت واضح ہے اس لفظ میں اُس کو ہم تسلیم کریں گے۔

اور اس سے یہ ثابت ہوا (شیخ صاحب فرماتے ہیں) کہ سلف میں یہ بات مشہور تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کو ثابت کرتے تھے اور معنی بھی اچھی طرح جانتے تھے (ان نصوص کا معنی بھی اچھی طرح جانتے تھے)۔

((واللہ أعلم))۔

آخری بات جو ہے یہ اچھی طرح یاد رکھیں:

"وأي إنسان يسأل فيما يتعلق بصفات الله عن شيء ما سأل عنه الصحابة ، فقل كما قال الإمام مالك ، فإن لك سلفاً: السؤال عن هذا بدعة. وإذا قلت ذلك ، لن يلح عليك ، وإذا ألح ، فقل: يا مبتدع ! السؤال عنه بدعة ، اسأل عن الأحكام التي أنت مكلف بها، أما أن تسأل عن شيء يتعلق بالرب عز وجل وبأسمائه وصفاته ، ولم يسأل عنه الصحابة، فهذا لا نقبله منك أبداً!"

یہ جملہ جو ہے بڑا پیارا جملہ ہے! کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ کی ذات کے تعلق سے یا اسماء وصفات کے تعلق سے کوئی بھی ایسی بات کرتا ہے یا ایسا سوال کرتا ہے جو صحابہ اور سلف سے ثابت نہیں ہے تو ایسے شخص کو خبردار کرو کہ یہ بات جو تم کرنے جارہے ہو یہ تم کر رہے ہو یہ بدعت ہے۔ کیوں؟ کیونکہ صحابہ نے اور سلف نے یہ بات یہ سوال نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے؟ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر نہیں ہے تو ہم کیا کہیں گے اسے؟ یہ قول جو ہے یہ بدعت ہے۔ کیوں؟ کیونکہ صحابہ اور سلف نے جب یہ آیت سنی ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (البقرۃ:20) کیا یہ سوال کیا ہے؟ کیسے کا سوال ہے کیفیت کا سوال ہے؟ یا اس کی نفی کا سوال ہے؟ یا کچھ ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کر سکتا ہے یا نہیں کر سکتا ہے؟ یا کوئی اتنی بڑی جسارت کر گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر نہیں ہے نعوذ باللہ؟!

تو آپ کیا کہیں گے؟ یہ جملہ بڑا پیارا جملہ ہے "کہ صحابہ اور سلف نے یہ سوال نہیں کیا ہمیں بھی نہیں کرنا چاہیے"۔

جو عقلمند سمجھدار ہوتا ہے نا تو وہ خاموشی اختیار کرتا ہے کہ واقعی جب صحابہ اور سلف نے سوال نہیں کیا ہے جو ہم سے بہتر ہیں اور زیادہ حریص ہیں علم اور عمل اور تقویٰ اور ہر اعتبار سے جب انہوں نے سوال نہیں کیا پھر میں یہ سوال کیوں کر رہا ہوں؟! اور وہ خاموشی اختیار کر لیتا ہے یہ نشانی ہے عقلمندی کی اور حق کی تابعداری کی کہ بندہ حق کے سامنے سر جھکا دیتا ہے، بات سامنے آگئی ہے بات سامنے بات ختم ہو گئی ہے۔

اور جو ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں نہیں! یہ سوال لازم آتا ہے عقل نہیں مانتی ہے منطق نہیں مانتی ہے ہم کیسے مانیں، یہ کیسے ہو گا وہ کیسے ہو گا؟!"وإذا ألح ، فقل: يا مبتدع ! السؤال عنه بدعة"، شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرما رہے ہیں کہ یہ سوال جو تم بار بار کر رہے ہو اور جو تمہاری سمجھ میں نہیں آرہا جو تمہیں سمجھایا بھی جا رہا ہے کہ ایسا سوال مت کرو یہ سوال ہی بدعت ہے۔ تم نے اگر سوال کرنا ہے تو احکام کے بارے میں سوال کرو ہمیں یہ تکلیف دی گئی ہے؟! ہم مکلف ہیں کیا ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میرے اسماء وصفات کی کیفیت جا کر ڈھونڈو کیسی ہے؟! یا میں ہر چیز پر قادر ہوں یا نہیں ہوں یہ جا کر ڈھونڈو تم یہ ہمارے ذمے ہے؟!

یہ احکام ہیں وہ ہمارے ذمے ہیں آپ طہارت کے مسائل کے بارے میں سوال کرو، آپ نماز کے بارے میں سوال کرو، آپ روزے کے بارے میں سوال کرو، حج عمرے کے بارے میں سوال کرو، وراثت کے مسائل ہیں خرید و فروخت کے مسائل ہیں کئی ایسے مسائل ہیں احکام کے تعلق سے وہ سوال کرو اُس کے مکلف ہیں ہم۔ کئی لوگوں کو وضو کا صحیح طریقہ طہارت کا صحیح طریقہ نہیں آتا اور رسائی کہاں تک ہے؟ اللہ تعالیٰ کی ذات تک ہے کہ اللہ ہر جگہ موجود

ہے! یا اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی کیسے ہوا ہم تو مانتے نہیں ہیں؟! یا نازل ہوتا ہے تو پھر آسمان خالی ہو جائے گا، یہ ہو جائے گا وہ ہو جائے گا!

یہ کیا یہ کیا باتیں ہیں؟! کیا ہمیں ان کا حکم دیا گیا ہے کہ تم نے یہ جا کر سوال کرنے ہیں اس کی جا کر کھوج کرنی ہے بحث و مباحثہ کرنا ہے؟! (سبحان اللہ)۔

تو یہ جواب شیخ صاحب کا بڑا پیارا ہے اور ہمارا سلف جو ہے اس میں یہ ہم کیوں کہیں گے کہ یہ سوال بدعت ہے نہیں کرنا چاہیے؟ امام مالک رحمہ اللہ ہمارے سلف میں سے ہیں۔ اور صحیح منہج حق منہج کون سا منہج ہے؟ سلفی منہج ہے نا ہم یہی کہتے ہیں ہمیشہ اور اسی منہج کی اتباع کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اور جب ہم یہ وضاحت کرتے ہیں اور دلیل کی روشنی میں بات کرتے ہیں تو سوائے تسلیم کرنے کے کوئی اور راستہ باقی نہیں رہتا (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (14. العقيدة الواسطية) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔